فراقی اور اس کی نایاب مثنوی

از

(جناب مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی)

فراقی بیجاپور کے آخری دور کا شاعر ہے، بیجاپور کی بربادی کے بعد اورنگ آباد آگیا، ولی کا ہم عصر تھا، اس کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے دکن کے قدیم تذکرہ نویسوں نے اس کا حال نہیں لکھا ہے، البتہ شمالی ہند کے تذکرہ نویس حاتم اور میر حسن نے اپنے تذکروں میں فراقی کا ذکر بھی کیا ہے مگر کوئی تفصیلی صراحت نہیں کی ہے، خیال ہے فراقی نے شمالی ہند کا بھی سفر کیا ہوگا۔

فراقی کا نام سید محمد تھا وہ ایک صوفی شاعر تھے، تصوف میں پوری مہارت حاصل تھی، غزل بھی کہتے تھے اور دکن کے قدیم شعراء کے اصول پر ضخیم مثنوی بھی قلم بند کی ہے، مگر ان کی مثنوی کوئی عشقیہ داستان نہیں ہے بلکہ قیامت کے حالات لکھے ہیں۔

میر حسن نے اُن کا صرف ایک شعر نقل کیا ہے

فراقی کشتہ ہوں اس آن کا جس دم کہ وہ ظالم کمر سے کھینچتا خنجر، چڑھاتا آستیں آدے

قدیم بیاضوں سے ہم کو ایک نعتیہ غزل بدست ہوئی تھی، جو یہ ہے

مدینے میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کیا ہوتا محمد کی گلی بھیتر فنا ہوتا تو کیا ہوتا

عبث خوباں کی گلیوں میں عمر توں صرف نہ کرے دل مدینے کی زیارت کوں گیا ہوتا تو کیا ہوتا

ارے مجنوں ہوا بدنام توں لیلیٰ کو دل دے کر اگر میرے نبی کو دل دیا ہوتا تو کیا ہوتا

ازل کی دین میں یارب اگر مفلس بھکاری ہوں نبی کے آستانے کا گدا ہوتا تو کیا ہوتا

منجہ اس مکتب مجازی میں جو عشق استاد نہ ہوتا تو میرے دل کی کثرت کا سبق برباد نہ ہوتا

نظر ہے علم منطق ہور معانی میں فراقی کو
اگر علم حدیث مصطفیٰ ہوتا تو کیا ہوتا

آخری شعر سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ فراقی کو علمِ منطق اور معانی میں مہارتِ تامہ حاصل تھی، یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ فراقی عموماً فارسی میں شعر کہا کرتے تھے اور (دکھنی) کی طرف زیادہ رغبت نہیں تھی، چنانچہ خود کہتا ہے

میری عمر سب فارسی میں بسری (ختم ہوئی) کہوں شعر دکھنی تو ہیں سرسری

فراقی کی نایاب مثنوی "مراۃ الحشر" ہے اس میں روزِ قیامت کی تفصیل کی گئی ہے، اس مثنوی کے دو قلمی نسخے ہماری نظر سے گزرے ہیں ایک کتب خانہ آصفیہ میں ہے اور دوسرا نواب سالار جنگ کے کتب خانہ میں۔

مثنوی میں حسب رواج اول حمد ہے، اس کے بعد مناجات پھر نعت، نعت کے بعد حضرت غوث اعظم کی مدح اور اس کے بعد حضرت سید محمد گیسو دراز کی ستائش ہے، پھر سببِ تالیف کا عنوان آتا ہے پھر نفسِ مضمون شروع ہوا ہے۔

فراقی نے نصرتی کی گلشن عشق وغیرہ کی طرح عنوان کو شعر میں نظم کیا ہے

بعض عنوان کے شعر یہ ہیں!

موسناں کا یو ہے نزاع وداع جو دسے حال انو کی چلگی حضور
یو سنو حال گوش عبرت سوں ہے نصیحت بیاں اہل قبور
یو قیامت کے دس علامت ہیں ہر علامت کریں گی جگ میں ظہور
دابتہ الارض کا لکھتا ہوں حال سب حدیث دلیل کرکے عبور
ذکر یاجوج ہور ماجوج جو خرابیاں کریں گے او مغرور

"سبب تصنیف" میں بیان کیا ہے کہ انسان باقی نہیں رہتا اس کا نیک نام باقی رہ جاتا ہے، مجنوں کو مرے ہوئے قرن گزر گئے مگر آج تک اس کا نام باقی ہے۔ یوسف زلیخا کا قصہ، کنور منوہر اور مدمالتی کی داستان باقی ہے۔ کئی شاعر گزر چکے ہیں۔ نصرتی، شوقی کا نام باقی ہے۔ اس نام کے باقی رکھنے کے شوق میں انہوں نے یہ مثنوی لکھی۔ بعض شعر یہ ہیں۔

کیا نصرتی بول میٹھا بچن　　رہیا نانوں ہوکر جواہر کا کہن
جو شوقی اٹھا بھوت اپس شوق کا　　کہتا تھا سخن بی بہا ذوق کا
دلے نانوں اس کا سخن بی رہیا　　آپس کی جب سون دو تتھیا کہا

مثنوی کے خاتمہ میں اپنے کلام کے متعلق اظہارِ خیال کیا ہے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

وے قابلیت بہرے میں کہاں　　مرے پر کبھی نے نانوں میرا جہاں
نہ شاعر ہوا کوئی میری پشت میں　　ہنر یو کہیا کوئی نہیں مشت میں
اکٹھے فاضلاں سارے میرے بڑے　　علم علم کا یک جگ میں کھڑے
جس کوئی شوق سو آئے تس جہانوں نول　　جہنم کی گرمی ندی تس خلل
کہتا نہیں ہوں میں یہ بزرگی سوں بات　　جو میری بزرگاں کے ہیں یو صفات
میری عمر سب فارسی میں سری　　کہوں شعر دکھنی تو میں سرسری
بکاری وقت جیب میں کھولنا　　یو دکھنی بچن کاہ کہ بولنا
نپٹ کم کیا ہوں میں دکھنی بچن　　رکھیا میں ہوں اوتی کون لے کر جتن

اس کے بعد انہوں نے بیان کیا ہے کہ ایک دوست کے پاس ایک کتاب تھی جس میں روزِ قیامت اور حشر کا بیان تھا انہوں نے اس کتاب کو دکھنی زبان میں منتقل کر دیا۔

تاریخ تصنیف بھی نظم کر دی ہے۔

کیا قصد تاریخ جب بولنا　　یو اجمال تفصیل کر کھولنا
توجہ دل کیا اس وضع انتخاب　　یو دیکھو جو ہے بابرکت کتاب

آخری مصرع سے ۱۱۳۳ھ برآمد ہوتے ہیں۔

مثنوی کے نام کی بھی صراحت کر دی ہے۔

کیا ہوں شروع آخرت نامہ میں　　کہیا ہوں جب اس راہ میں خامہ میں
قیامت کا دیکھ حال تسکی بہتر　　رکھیا نانوں میں مرات الحشر

قرب قیامت کی دس علامتیں نظم کی گئی ہیں، جو یہ ہیں۔

(۱) مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا (۲) دوپہر کا وقت دراز ہوجائے گا (۳) آفتاب کی روشنی کم ہوجائے گی۔ چاند کی روشنی اور آفتاب کی روشنی میں فرق نہ ہوگا۔ چاند آفتاب کے قریب آجائے گا۔ (۴) توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ (۵) تمام دنیا میں دھواں ہوجائے گا مشرق سے مغرب شمال سے جنوب تک دھواں ہی دھواں ہوگا۔ (۶) ایک آگ ظاہر ہوگی جو مشرق سے مغرب کی طرف جائے گی اور اس کی گرمی ہر طرف ہوگی۔ (۷) مشرق کی باتیں مغرب والوں کو معلوم ہوجائیں گی۔ (۸) عربی زبان عام ہوجائے گی۔ (۹) دابۃ الارض ایک جانور ظاہر ہوگا۔ (۱۰) دجال پیدا ہوگا اور حضرت عیسیٰ کا ظہور ہوگا۔

مثنوی کے کلام کا کچھ نمونہ حسب ذیل ہے۔

خدا کے عجائب ہیں قدرت کے کھیل
کسی کی بھی ہے عقل کا تسی کون میل

جکچھ (جو کچھ) ہے سو او عقل نے بہار (باہر) ہے
اوس کی نچہ پاتا سزاوار ہے

ہماری سمجھ میں نہ آتا ہے او
ہمارا نہ دل کنہ پاتا ہے او

خدا جس ہدایت دیا سو دیا
مرے ہیں تو ہاں باپ فرزند کون کیا

کہتی ہیں محمد علیہ السلام
کیا یاجوج یاجوج لشکر تمام

کریں گے دو صف ایک یاجوج ہے
دوجی (دوسرا) صف کون یاجوج لے گا سنگات (ہمراہ)

دیا جوج ہور سب سیاہی کنگشت
اپھلگے بہتی تپتی قد یک بلشت

اور یاجوج ہور لوگ سب تکتاں
درازی میں ہوئیں آٹھ گز کے قداں

سنا ہوں کہ واقع ہے یو بھی حدیث
نہ مرجائیں گے کوئی انو میں خبیث

جینے تیں تلک بیک سو سو بشر
کوہن نہ اچھی اس کو مرنے کا ڈر

دیکھو کان تلک بول یو جانے کے
تعجب ہوں دنیاں میں کیوں ملنے کے

او چار نیکی ناپاک دود بد سیر
ہر یک کا نو بہر شہر ہور ہر نگر

جد راکہ اتریں گے نزدیک دور
کریں گے او چاروں طرف میں فتو

او جس ملک میں آئے لشکر کا دل　　ملا کرسے خاک میں سب کھتدل

او اترے تجس آکے دریا اوپر　　توسب تر ہوجائے گا خشک وتر

ندیاں ہور بایاں کون کس نہیں حساب　　اویک پیاسے میں ہوکہ جاویں خراب

جتے باغ ہور عمارت رہیں　　او ایسے نو داتت ان کی کی دھاں اپنی

جو کچھ چیز ہے خوب دنیا منتے　　کریں گے او ضائع بڑے ہور نھنے (چھوٹے)

بزاں اکہ بیت المقدس کے بہار　　کریں گے اپس میں اپی یوں بچار (مشورہ)

زمیں پر جتے لوگ تھے برقرار　　سو اوتیاں کو یکبار پیٹے گے مار

چونکہ فراقی کی زبان قدیم اردو ہے جو آج کل عام طور سے سمجھی نہیں جاتی اس لئے اس قدر نمونہ کافی معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال فراقی کا کلام جو نایاب تھا اب وہ نایاب نہیں رہا اس کی مثنوی کے باعث اردو کلام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

تفسیر مظہری

علماء طلباء اور عربی مدرسوں کے لئے شاندار تحفہ

مختلف خصوصیتوں کے لحاظ سے "تفسیر مظہری" تفسیر کی تمام کتابوں میں بہترین سمجھی گئی ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے اپنی مثال نہیں رکھتی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس عظیم الشان تفسیر کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ امام وقت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا یہ عجیب و غریب نمونہ ہے

اس بے مثال کتاب کا پورے ملک میں ایک قلمی نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا، شکر ہے کہ برسوں کی جدوجہد کے بعد آج ہم اس لائق ہیں کہ اس متبرک کتاب کے شائع ہونے کا اعلان کر سکیں۔

تمام جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

ہدیہ غیر مجلد:۔ جلد اول سات روپے۔ جلد ثانی سات روپے۔ جلد ثالث آٹھ روپے۔ جلد رابع پانچ روپے۔ جلد خامس سات روپے۔ جلد سادس آٹھ روپے۔ جلد سابع سات روپے۔ جلد ثامن سات روپے۔ جلد تاسع پانچ روپے۔ جلد عاشر پانچ روپے۔ ہدیہ کامل ۱۰ جلد چھیاسٹھ روپے۔ رعایتی ساٹھ روپے۔